امام احمد بن شعیب نسائیؒ

۲۱۵ھ تا ۳۰۳ھ

ــــــ عبدالرشید عراقی ــــــ

صحاح ستہ کے پانچویں رکن امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی ہیں۔ آپ کا تعلق خراسان کے شہر نساء سے تھا۔ خراسان کا علاقہ ہمیشہ سے علم و فن اور ارباب کمال کا مرکز رہا ہے {۱} نساء خراسان کے شہر مرو کے قریب واقع ہے {۲}۔

پیدائش اور ابتدائی تعلیم

امام نسائی ۲۱۵ھ میں نساء میں پیدا ہوئے۔ امام نسائی نے خود اس کی تصریح کی ہے کہ میری پیدائش ۲۱۵ میں ہوئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے : "یشبہ ان یکون مولدی فی سنۃ ۲۱۵ھ" (اندازہ ہے کہ میری پیدائش ۲۱۵ھ میں ہوئی) {۳}

ابتدائی تعلیم امام نسائی نے کہاں حاصل کی، اس کی تفصیل نہیں ملتی۔ لیکن اس زمانہ میں خراسان کا علاقہ علم و فن کا مرکز بن چکا تھا۔ خراسان میں اصحاب علم و فضل کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ اس لئے قیاس یہی ہے کہ امام نسائی نے ابتدائی تعلیم خراسان ہی میں حاصل کی ہوگی {۴}

تحصیل حدیث کے لئے سفر

امام نسائی نے جس دور میں جنم لیا، اس وقت علم حدیث کی تحصیل کے لئے گھربار چھوڑنا اور دور دراز ممالک کا سفر کرنا مسلمانوں کا خصوصی شعار بن چکا تھا، جس کا آج اندازہ لگانا بہت مشکل ہے۔ محدثین کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تحصیل علم کے لئے

مختلف ممالک کا سفر کرنا علمائے کرام کے نزدیک بہت معمولی بات تھی۔ اسی ضابطہ کے تحت امام نسائی نے حجاز' عراق' مصر' شام' اور جزائر کے سفر کئے۔ اپنے ان اسفار کا آغاز انہوں نے ۱۵ سال کی عمر میں کیا اور سب سے پہلے امام حدیث قتیبہ بن سعید (م ۲۴۰ھ) کی خدمت میں بلخ حاضر ہوئے {۵} بلخ میں ۱۴ ماہ قیام {۶} کے بعد آپ نے عراق' حجاز' شام' جزیرہ اور مصر کے سفر کئے اور ہر جگہ اساطین فن سے استفادہ کیا {۷}۔

مصر میں مستقل سکونت

مختلف ممالک میں تحصیل علم کے بعد امام نسائی نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی اور مصر کو اپنے علوم کی نشر و اشاعت کا مرکز بنایا۔ جیساکہ امام ذہبی (م ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں : "تکمیل تعلیم کے بعد امام نسائی نے مصر میں مستقل سکونت اختیار کی' اور مصر کو اپنے علوم کی نشر و اشاعت کا مرکز بنایا۔" {۸}

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں : "در مصر مسکن داشت و تصانیف درون دیار منتشر است و مردم بسیار از و اخذ و تحمل حدیث کردہ اند۔ پس از مصر بدمشق آمد" {۹} (انہوں نے مصر میں سکونت اختیار کی اور ان کی تصانیف ملک بھر میں پھیلیں اور بہت سے لوگوں نے امام صاحب سے اخذ و روایت حدیث کیا۔ اور آخری عمر (۳۰۲ھ) میں مصر سے دمشق آ گئے تھے۔)

اساتذہ و تلامذہ

امام نسائی کے اساتذہ و تلامذہ کی فہرست طویل ہے۔ ان کے اساتذہ و تلامذہ میں اساطین فن شامل ہیں۔ مشہور اساتذہ یہ ہیں : امام اسحاق بن راہویہ' امام قتیبہ بن سعید' امام محمد بن بشار' امام محمد بن نصر مروزی' امام یونس بن عبد اللہ الاعلیٰ اور محدثین صحاح ستہ میں امام محمد بن اسمٰعیل بخاری اور امام ابو داؤد سجستانی۔ {۱۰} اور آپ کے مشہور تلامذہ یہ ہیں : امام ابن السنی' امام محمد بن قاسم الاندلسی' امام ابو جعفر طحاوی' امام ابو عوانہ اور امام ابو علی کنانی۔ {۱۱}

امام نسائی کا علمی تبحر

امام نسائی کو تمام علوم اسلامیہ و دینیہ میں پوری دستگاہ حاصل تھی۔ تفسیر میں ان کو کمال حاصل تھا' اور فقہ و فقہی احکام کے استنباط میں ان کا پایہ بہت بلند تھا۔ لیکن حدیث میں ان کا مقام خاص اہمیت کا حامل ہے' اس لئے کہ تیسری صدی ہجری کا زمانہ علم حدیث کی تاریخ میں بڑی اہمیت اور خاص امتیاز رکھتا ہے۔ اس زمانہ میں ہر گھر میں علم حدیث کا چرچا تھا اور اسلامی ممالک کا ہر بڑا شہر اس کا مرکز تھا۔ اس دور سے زیادہ بڑے محدثین اور کسی دور میں پیدا نہیں ہوئے۔ امام نسائی بھی اسی دور میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے قدرتی طور پر ان کی توجہ کا مرکز علم حدیث ہی قرار پایا اور علم حدیث میں ان کو جو کمال اور تبحر حاصل ہوا وہ ان کے معاصرین میں اور کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ ارباب سیر' اور آپ کے معاصرین نے علم حدیث میں آپ کے فضل و کمال اور علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ ابن خلکان (م ۶۸۱ھ) لکھتے ہیں :

"کان امام عصرہ فی الحدیث" {۱۲}

(امام نسائی اپنے زمانہ میں حدیث کے امام تھے۔)

علامہ ابن خلکان نے مورخ ابو سعید عبد الرحمان کا یہ قول ان کی کتاب "تاریخ مصر" کے حوالہ سے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے :

"کان اماماً فی الحدیث ثقۃً حافظاً {۱۳}

(وہ حدیث میں امام' ثقہ' معتبر اور حافظ تھے۔)

امام دار قطنی (م ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں :

ابوعبدالرحمان النسائی مقدّمٌ علٰی کل من یذکر بھذا العلم من اھل عصرہ {۱۴}

(ابو عبد الرحمٰن نسائی اپنے زمانہ کے تمام محدثین سے (شیخین کے بعد) برتر تھے۔)

امیر یمانی نے امام ذہبی کی کتاب سیر اعلام النبلاء کے حوالہ سے اپنی کتاب توضیح الافکار میں لکھا ہے :

ھو احذق بالحدیث و عللہٖ ورجالہٖ من مسلم والترمذی وابوداؤد وھو جارفی مضمارالبخاری وابی زرعۃ {۱۵}

(یہ مسلم، ترمذی، ابوداؤد سے حدیث، علل حدیث اور علم الرجال میں زیادہ ماہر ہیں اور بخاری وابوزرعہ کے ہمسر ہیں۔)

زہد و تقویٰ

امام نسائی زہد و تقوی میں یکتائے روزگار تھے اور ان کی عملی زندگی نہایت پاکیزہ تھی۔ ان کا دل خشیت الٰہی سے لبریز اور ذکرالٰہی سے معمور رہتا تھا۔ وہ بڑے عبادت گزار، متبع سنت اور صاحب ورع و تقویٰ تھے

بدعات کی تردید و توبیخ اور سنت کا احیاء ان کا خاص مشن اور نصب العین تھا۔ دن اور رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزرتا تھا۔ آپ تہجد کے پابند تھے اور صوم داؤدی کے مطابق ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ اکثر حج کیا کرتے تھے۔ آپ جہاد کا جذبہ بھی رکھتے تھے۔ ایک دفعہ امیر مصر کے ساتھ جہاد کے لئے گئے اور شجاعت کے وہ جوہر دکھائے کہ لوگوں کو قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو گئی {۱۶}۔

امام نسائی کا مسلک

دیگر محدثین کی طرح امام نسائی کے مسلک کے بارے میں بھی علمائے کرام میں اختلاف ہے۔ علامہ تقی الدین سبکی (م ۷۵۶ھ) نے ان کو شافعیہ میں شمار کیا ہے {۱۷}

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں : "او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک اوبرآں دلالت می کنند" {۱۸} (آپ کے مناسک سے پتہ چلتا ہے کہ آپ شافعی المذہب تھے۔)

محی السنہ مولانا سید نواب صدیق حسن خاں رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں : امام نسائی شافعی المذہب تھے {۱۹}۔ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں : امام نسائی کا تعلق شافعی مذہب سے تھا{۲۰}۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری (م۱۳۵۱ھ) لکھتے ہیں کہ ان کی سنن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حنبلی مسلک کے تھے{۲۱}۔ مگر کسی محدث کو شافعی و حنبلی وغیرہ کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس امام یا مذہب کا معروف معنی میں مقلد تھا' بلکہ بعض اوقات کسی شخص کو بعض یا اکثر مسائل میں کسی امام کے ساتھ موافقت کی وجہ سے اس کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ اس سے کسی امام کی تقلید اور بعض مسائل میں کسی امام کی موافقت کے درمیان فرق ہمیشہ ملحوظ خاطر رہنا چاہئے۔

وفات

امام نسائی کی ساری زندگی مصر میں گزری۔ مصر میں ان کو جو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اس پر حاسدین نے ان سے حسد کیا' چنانچہ آپ مصر سے ترک سکونت کر کے دمشق آ گئے۔ اور دمشق سے فلسطین کے ایک مقام رملہ میں رہائش اختیار کی۔ یہاں آپ نے ۸۸ سال کی عمر میں ۱۳/ صفر ۳۰۳ھ کو انتقال کیا۔{۲۲}

تصنیفات

امام نسائی نے مختلف موضوعات پر کتابیں تصنیف کیں۔ جن کتابوں کے نام معلوم ہو سکے ہیں وہ حسب ذیل ہیں : السنن الکبریٰ' السنن الصغریٰ' خصائص علیؓ' مسند علیؓ' مسند مالکؒ' عمل الیوم واللیلہ' اسماء الرواۃ والتمییز بینھم' کتاب الضعفاء والمتروکین' کتاب الجمعہ' کتاب المدلسین' فضائل الصحابہؓ۔{۲۳}

سنن نسائی

امام نسائی کی تالیفات میں سنن کے نام سے ان کی دو کتابیں ہیں۔ سنن کبریٰ اور سنن صغریٰ۔ لیکن صحاح ستہ میں ان کی سنن صغریٰ شامل ہے۔ اس کا دوسرا نام "المجتبیٰ" ہے۔ کتب صحاح میں جو مقبولیت اور شہرت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو حاصل ہے وہ

دوسری کتابوں کو حاصل نہیں ہو سکی۔ علمائے کرام نے سنن نسائی کو سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی کے بعد رکھا ہے۔ تاہم سنن نسائی کا نام بھی ان کے ساتھ لیا جاتا ہے اور سنن نسائی کا صحاح ستہ میں شامل ہونا اس کی عظمت و اہمیت کا ثبوت ہے۔

سنن نسائی کی خصوصیات

جس طرح صحاح ستہ کی ہر کتاب بعض خصوصیات کے لحاظ سے دوسری کتابوں پر فوقیت رکھتی ہیں، اسی طرح سنن نسائی کی بھی بعض خصوصیات ہیں۔

امام نسائی زمانہ کے اعتبار سے ائمہ صحاح ستہ میں سب سے موخر ہیں۔ اور امام محمد بن اسمٰعیل بخاری (م ۲۵۶ھ) کی شخصیت سے زیادہ متأثر معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنی کتاب میں امام بخاری اور امام مسلم (م ۲۶۱ھ) کے طریقے کو جمع کرنے کی کوشش فرمائی ہے، اور علل حدیث کا بیان اس پر مستزاد ہے۔ اور اس کے ساتھ حسن ترتیب اور جودتِ تالیف میں بھی ممتاز ہے۔ چنانچہ علامہ ابو عبداللہ بن رشید (م ۷۲۱ھ) فرماتے ہیں :

> وهو جامعٌ بين طريقتي البخاري و مسلم مع حظٍ كثيرٍ من بيان العلل {۲۴}
>
> (سنن نسائی بخاری و مسلم دونوں کے طریقوں کی جامع ہے۔ اور علل حدیث کا بیان اس پر مستزاد ہے۔)

سنن نسائی کی سب سے اہم خصوصیت اس کی شرائط ہیں۔ محدثین کرام نے لکھا ہے کہ امام نسائی کی شرائط امام بخاری و مسلم سے بھی سخت ہیں۔ علامہ ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) نے المنتظم میں اور حافظ سخاوی (م ۹۰۲ھ) نے "فتح المغيث" میں امام خطابی (م ۳۸۸ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے :

> "علم دین میں اس سے بہتر کوئی کتاب تیار نہیں کی جاسکتی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے زیادہ امور فقہیہ اس میں موجود ہیں" {۲۵}۔

سنن نسائی کے فضائل و محاسن

علمائے کرام نے سنن نسائی کے بہت سے فضائل و محاسن بیان کئے ہیں۔ محدث

ابوالحسن معافری (م ۴۰۳ھ) فرماتے ہیں :

جب تمام محدثین کی جمع کردہ حدیثوں پر نظر ڈالو گے' تو جس حدیث کی امام نسائی نے تخریج کی ہوگی وہ دوسروں کی روایت کردہ حدیث کی بہ نسبت صحت سے زیادہ قریب ہوگی [۲۶]۔

علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) لکھتے ہیں :

صرح بعضُ المغاربةِ بتفضیلِ کتاب النسائی علٰی صحیح البخاری [۲۷]

"بعض مغاربہ نے صراحت کی ہے کہ امام نسائی کی کتاب کو صحیح بخاری پر فضیلت حاصل ہے۔"

مگر یہ گفتگو صحیحین کے علاوہ دیگر کتابوں کے تقابل کے طور پر کہی جا سکتی ہے' کیونکہ صحیح بخاری کے بارے میں امام نسائی کا یہ قول حافظ ابن حجر (م ۸۵۲ھ) نے نقل کیا ہے :

مافی ھذہ الکتب کلھا اجود من کتاب البخاری [۲۸]۔

"ان تمام کتابوں میں بخاری کی کتاب سے زیادہ خوب کوئی کتاب نہیں۔"

اس کے بعد حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ :

نسائی کی جودت سے مراد جودتِ اسانید ہے [۲۹]

ایک لطیفہ

سنن نسائی کی اپنی اہمیت و افادیت کے باوجود یہ امام بیہقی (م ۴۵۸ھ) کے پاس نہیں تھی۔ علامہ ذہبی (م ۷۴۹ھ) لکھتے ہیں :

لم یکن عندہ سنن النسائی ولا جامع الترمذی ولا سنن ابن ماجہ [۳۰]

"امام بیہقی کے پاس سنن نسائی' جامع ترمذی اور ابن ماجہ نہیں تھیں۔"

اسی طرح امام ابو عبداللہ حاکم صاحب المستدرک (م ۴۰۵ھ) کو بھی سنن نسائی کا سماع حاصل نہیں تھا۔ [۳۱]

شروح و تعلیقات

سنن نسائی صحاح ستہ کا رکن عظیم ہے، مگر افسوس کہ اس کی شروح و تعلیقات کی طرف بہت کم توجہ کی گئی جو دیگر کتب کی طرف کی گئی۔ علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں :

> جس طرح صحیحین، سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی پر میں نے تعلیقات لکھی ہیں، اسی طرح سنن نسائی پر تعلیق لکھی ہے۔ اس کی ضرورت بھی تھی۔ اس کی تصنیف کو چھ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کی کوئی شرح و تعلیق نہیں ہے اور میں نے اپنی تعلیق کا نام زہرالربیٰ رکھا ہے۔ {۳۲}

دوسری تعلیق یا حاشیہ علامہ محمد بن عبدالہادی سندھی (م ۱۱۳۸ھ) کا ہے۔ یہ حاشیہ علامہ سیوطی کی تعلیق سے زیادہ مفصل ہے۔ اس میں متن کے ضروری مقامات کا حل اور اعراب کی تحقیق اور الفاظ غریبہ کی تشریح کی گئی ہے۔

التعلیقات السلفیہ

علامہ سندھی کے حاشیہ کے تقریباً ۲۵۰ سال بعد مشہور اہل حدیث عالم اور محقق حضرت مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م ۱۴۰۸ھ) نے سنن نسائی کی شرح بنام "التعلیقات السلفیہ" لکھی، جو ۱۳۷۵ھ میں ان کے اشاعتی ادارہ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور نے شائع کی۔ یہ شرح بہت عمدہ اور جامع ہے۔ برصغیر کے علمائے کرام کے علاوہ عالم اسلام کے جید علمائے کرام اور محققین نے اس شرح کی تعریف و توصیف کی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ مولانا محمد عطاء اللہ حنیفؒ کے علمی تبحر کا اعتراف کیا ہے۔ خود مولانا محمد عطاء اللہ حنیف اس شرح کے بارے میں لکھتے ہیں :

> "میں نے اس علمی شرح میں علامہ سندھی (م ۱۱۳۸ھ) کا پورا حاشیہ درج کر دیا ہے اور مناسب مقامات پر ضروری اضافے بھی کئے ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ سیوطی (م ۹۱۱ھ) کے حاشیہ زہرالربیٰ کی جامع تلخیص بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م ۱۳۲۷ھ) استاد محی السنہ امیرالملک مولانا سید نواب صدیق حسن خاں

رئیس بھوپال (م ۱۳۰۷ھ) کا مختصر حاشیہ جو ابھی تک غیر مطبوعہ تھا، اس کو بھی اس شرح میں شامل کیا گیا ہے۔ اس شرح میں میں نے اسناد و تطبیق احادیث اور ابواب کی طرف خاص توجہ کی ہے۔ اور میں نے حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷٦ھ) کے فوائد حدیثیہ سے خاصا استفادہ کیا ہے۔

سنن نسائی کے برصغیر میں متعدد نسخے شائع ہوئے۔ مگر جو نسخہ ۱۳۱۵ھ میں مولانا حافظ ڈپٹی نذیر احمد خاں (م ۱۳۳۵ھ) کے زیر اہتمام مطبع انصاری دہلی نے شائع کیا تھا وہ سابقہ سب اشاعتوں سے بہر حیثیت بہت عمدہ تھا۔ اور اس نسخہ میں ضبط و تحقیق رجال پر خاص طور پر کوشش کی گئی ہے۔ اور میں نے اپنی اس شرح میں اس نسخہ کو اصل قرار دیا ہے۔ {۳۳}

۱۳۷۵ھ میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا اور اب تک اس کے پانچ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ مولانا وحید الزمان حیدر آبادی (م ۱۳۳۸ھ) نے سنن نسائی کا اردو ترجمہ بنام "روض الربٰی من ترجمۃ المجتبٰی" کے نام سے کیا جو ۱۳۰۲ھ میں مطبع صدیقی لاہور نے شائع کیا۔

حواشی

{۱} شاہ عبد العزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۲۳۔
{۲} ملا علی قاری 'مرقاۃ' ج ۱ ص ۲۲۔
{۳} ابن حجر عسقلانی 'تہذیب التہذیب' ج ۹ ص ۳۸۔
{۴} عبد السلام مبارکپوری 'سیرت البخاری' ص ۴۳۵۔
{۵} ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲ ص ۵۴۔ شاہ عبد العزیز دہلوی 'بستان المحدثین ص ۱۳۲۔
{٦} ابن حجر عسقلانی 'تہذیب التہذیب' ج ۱ ص ۳۷۔ ابن سبکی 'طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۸۴' ابن کثیر 'البدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۱۲۳۔ سیوطی 'حسن المحاضرہ' ج ۱ ص ۱۴۷۔
{۷} شاہ عبد العزیز دہلوی 'بستان المحدثین' ص ۱۳۲۔
{۸} ذہبی 'تذکرۃ الحفاظ' ج ۲ ص ۲۴۲۔
{۹} عبد الحق محدث دہلوی 'اشعۃ اللمعات' ج ۱ ص ۱۷۔
{۱۰} ابن سبکی 'طبقات الشافعیہ' ج ۲ ص ۸۳۔ ابن' حجر تہذیب التہذیب' ج ۱ ص ۳۷۔ نواب صدیق حسن خان 'الحطہ فی ذکر صحاح ستہ ص ۱۲۷۔

{۱۱} ابن حجر' تہذیب التہذیب' ج ا' ص ۳۷۔
{۱۲} ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ا' ص ۸۱۔
{۱۳} ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ا' ص ۵۹
{۱۴} ابن حجر' تہذیب التہذیب' ج ا' ص ۳۷۔
{۱۵} امیر یمانی' توضیح الافکار' ج ا' ص ۲۲۰۔
{۱۶} ذہبی تذکرۃ الحفاظ' ج ا' ص ۲۶۸۔ ابن کثیر البدایہ والنہایہ' ج ۱۱' ص ۱۲۳۔ ابن حجر عسقلانی' تہذیب التہذیب' ج ا' ص ۳۸۔
{۱۷} تقی الدین سبکی' طبقات الشافعیہ' ج ۲' ص ۴۸۔
{۱۸} شاہ عبد العزیز دہلوی' بستان المحدثین' ص ۱۲۳۔
{۱۹} نواب صدیق حسن خان' ابجد العلوم' ص ۸۱۰۔
{۲۰} شاہ ولی اللہ دہلوی' الانصاف فی بیان سبب الاختلاف' ص ۸۰۔
{۲۱} محمد انور شاہ کشمیری' فیض الباری' ج ا' ص ۵۸۔
{۲۲} ابن خلکان' وفیات الاعیان' ج ا' ص ۵۹۔
{۲۳} سیوطی' تدریب الراوی' ص ۵۱۶۔ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی' بستان المحدثین' ص ۱۲۵۔ استاذ خولی' مفتاح السنہ' ص ۱۵۳۔
{۲۴} سیوطی' مقدمہ زہر الربیٰ۔
{۲۵} ابن جوزی' المنتظم' ج ۶' ص ۱۳۱۔
{۲۶} سیوطی' مقدمہ زہر الربیٰ۔
{۲۷} سخاوی۔ فتح المغیث' ص ۳۳۔
{۲۸} ابن حجر' مقدمہ فتح الباری' ص ۸۔
{۲۹} ابن حجر' مقدمہ فتح الباری' ص ۸۔
{۳۰} ذہبی' تذکرۃ الحفاظ' ج ۲' ص ۳۴۵۔
{۳۱} ابو عبد اللہ حاکم' معرفۃ علوم الحدیث' ص ۸۲۔
{۳۲} سیوطی' مقدمہ زہر الربیٰ۔
{۳۳} محمد عطاء اللہ حنیف۔ الاعتصام لاہور' ۷ فروری ۱۹۵۶ء' ص ۹۸۔

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔